

قیمت سالانہ ۲؎

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے - ۹ نومبر ۱۹۱۷ء | نمبر ۴۵

گلدستہ اخبار

مسٹر اے سی چیٹرجی - آئی سی ایس صوبجات متحدہ کی لیجس لیٹو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے ہیں

صوبجات متحدہ کی لیجسلیٹو کونسل کا ایک جلسہ ۱۰ دسمبر کو لکھنؤ میں منعقد ہوگا۔

دہلی میں آجکل زنانہ نجات کی بڑی چہل پہل ہو رہی ہے

وائسرائے ہند اور سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا وسط دسمبر کو مدراس کا معائنہ کرینگے۔ یہ معائنہ ایک ہفتہ تک رہیگا اس عرصہ میں کوئی اڈریس قبول نہ کیا جائیگا۔

مضافات کلکتہ کے ایک گاؤں کوسیلا نامی میں ایک متمول زمیندار کے گھر ڈاکہ پڑا دو بندوقیں ۵ ہزار نقد معہ زیورات لے گئے۔

اتحادیوں نے فلسطین کا شہر بیرشیبع ترکوں سے لے لیا ہے

غازہ مغرب میں ساحل بحر پر اتحادی فوجیں شیخ حسن پر دو ہزار گز کے عمق میں اور چیتر پہاڑی پر ۸۰۰ گز کے عمق پر آگے بڑھ گئے۔

لیگ آف آنرز ان انڈیا کے متعلق چند مہینوں تک پادری سی ڈی جی میگلرسن صاحب ہندوستانی برٹش افواج کا دورہ کرینگے۔

پنجاب کونسل میں آنریبل مسٹر فضل حسین کے سوال کرنے پر آنریبل مسٹر ٹامسن نے جواب دیا کہ جنگ کے اختتام پر بشرطیکہ مالی حالت خاطر خواہ ہو پنجاب کا چیفکورٹ ہائی کورٹ بن سکتا ہے

پنجابی کا اعلے درجہ کا امتحان ۱۰ جنوری ۱۹۱۸ء کو ہوگا۔

ریاست نابھہ میں جنگی خدمات کے لئے مہاراجہ صاحب نے وسیع پیمانہ پر انتظام کیا ہوا ہے۔

نابھہ ریاست سے تاحال ۲۰۰۰ رنگروٹ جنگ میں چلے جا چکے ہیں۔

مہاراجہ جیند نے ۴۵ ہزار روپیہ کا قیمتی ایک بم ہوائی جہاز ہز مجسٹی دی ایمپرر کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

۵ نومبر کو دہلی میں ہندوستان کے راجاؤں اور مہاراجاؤں کی کانفرنس ہوئی جس میں قریبا ۴۹ راجے مہاراجے شامل تھے۔

ہز اکسیلنسی دی وائسرائے اس کانفرنس کے کرسی نشین تھے۔

چین کے ایک میجر جنرل اور پانچ چینی سٹاف آفیسروں نے مغربی محاذ پر جا کر جنگی حالت اور جنگی طریقہ کا معائنہ کیا۔

ہسپانیہ نے پورے طور پر غیر جانبداری کا اعلان کر دیا ہے

تار برقیات

فلسطین میں کامیابی

لنڈن ۵ نومبر رائٹر کا نامہ نگار متعینہ مصری صدر مقامات - یکم نومبر کے ایک تار برقی میں کہتا ہے کہ جو پردہ فلسطینی محاذ پر جنگوں پر پڑا ہوا تھا - وہ قدرے اُٹھ گیا ہے - جس سے ظاہر ہو گیا ہے کہ بیر شبع کے فتح ہو جانے پر ترکوں پر ایک بڑی زد پڑ گئی ہے جس نے اُن کو الجھنوں میں جکڑ دیا ہے - اس زد کے لئے سڑکوں اور ریلوں کی سخت تیاری کی ضرورت تھی تاکہ زد کے لئے پوری تیاری ہو جائے - جسکا نتیجہ بہت عمدہ ہوا ہے - جنگی محاذ پر جو خاموشی چھائی ہوئی تھی وہ پانچ دن کا عرصہ ہوا کہ ترکوں پر گولوں کی بارش سے - توڑ دی گئی تھی - آتشباری کی زینت اور وسعت ان سب آتشباریوں سے بڑھ گئی تھی - جو اب تک مشرق قریب میں ہوتی رہی - اس طرح سے سب سے پہلی بارش اور جاڑے کے موسم کی رعد و برق نے سطح زمین کو سخت کر دیا جس سے ٹوپوں کی آمد و رفت میں سہولیت ہو گئی ہے -

ہماری آتشباری شمالی حصہ کی طرف نہایت ہی سخت تھی - غازہ کی جانب کوئی ایسا امر لازمی نہ آتا تھا کہ زد واقع ہونے والی ہے - دوسرے سرے پر جو تیس میل دور ہے ترکوں کو الٹا نیچا ہو گیا تھا - اور وہ بیر شبع کے ارد گرد جاسوسی کرتے پھرتے تھے - اور دعوے کرتے تھے کہ وہاں اُنکو کامیابی ہوگی حق تو یہ ہے کہ برٹش کی سوار فوجوں نے ترکوں کو روک رکھا تھا جنہوں نے اُن کا سخت نقصان کیا - اور پیادہ فوج کو بڑھنے کے قابل بنا دیا تھا - اور ہمارے طرزِ عمل سے ناواقف ہو کر دشمن نے پسپا کر دیا گیا - اسی اثنا میں جاسوسیوں اور ہوائی عکسی تصویروں سے کمانڈر کا اور زمین کی ہیئت کا بخوبی پتہ لگ گیا - وہاں کی سطح زمین بیر شبع کے گرد اگرد طغیانیوں سے پُر اور شمال سے جنوب تک گہری وادیاں ہی وادیاں ہیں - یہ شہر وادیِ شبع کے کناروں کے ساتھ ساتھ ایک نشیب میں واقعہ ہے -

دشمن کی مدافعات بیر شبع سے ۳ سے ۵ میل تک شمال اور مغرب اور جنوب کو پھیلی ہوئی تھیں جس کی صورت یہ تھی کہ ایک برابر کی ہراول کی بکٹ بنی ہوئی تھی جس سے ترکیوں کا نشیبی پہلو محفوظ پڑا تھا - یہ موقعہ طبعی طور پر نہایت ہی محفوظ تھا - اور دشمن خیال کرتا تھا کہ اس سے کسی کا گزر نہیں ہو سکتا - اور ساتھ ہی اُس کے پاس توپیں اور کلاں توپیں بھی کافی تھیں اور یہ مورچہ دو لیوی رجمنٹوں - پیادہ فوجوں کے دیگر دستوں اور رسالہ کے ایک برگیڈ سے محصور تھا -

ہمارا یہ حملہ مکمل طور پر پریشان کر دینے والا تھا اور قبل ازیں کہ اُس کی سازش کی خبریں ہیڈ کوارٹر میں پہنچیں - دشمن ایک کونے میں دبکا دیا گیا - اور عملی طور پر وہ بالکل بے کار کر دیا گیا تھا - تمام قسم کی فوجیں اور ہتھیار استعمال کئے گئے - مگر فتح کا سہرا رسالہ کے سر پر رہا - جو رات کے وقت پچاس میل تک دشمن کا تعاقب کرتا رہا تاکہ دشمن کو منتشر کر دیں - انزک سوار بیرونی دائرہ باندھے ہوئے تھے - اور دوسرے سوار پیادہ فوجوں کے ساتھ تھے - یہ شبقیہ ہی رات ہوتے ہوتے شروع ہو گئی - اور دشمن کو بالکل بے دخل کرنے میں پوری پوری کامیابی ہوئی - بیر شبع سے دس میل جنوب مشرق کی جانب انزک فوج کے ساتھ پہلا مقابلہ ہوا - اور دشمن کی فوج تیل السبع پر جا کے ڈٹ گیا اور شہر کے مشرقی راستوں کی حفاظت کرنے لگا جس وقت جنگ یہاں پر ایک ہی تھی لائٹ ہارس نے قصبہ مشرق کی طرف وادی کے پار ایک مورچہ پر قبضہ کر لیا - اور اپنے آپ کو اس سڑک پر مضبوط کر لیا جو جبروں کو جاتی تھی - دو گھنٹے کے بعد تیل السبع بھی فتح ہو گیا - مگر ایک مضبوط فوج توپوں اور کلاں توپوں کے ساتھ وادی میں اڑی ہوئی تھی - اور شہر تک پہونچنے کو روک رہی تھی - اس پر غروب آفتاب کے وقت سوار انزک کمک نے ایک عمدہ حملہ کیا - اور چاند کی روشنی میں خشک وادی کے کناروں پر سخت مورچے بنائے گئے - گھوڑوں پر جو لوگ سوار تھے اُنہوں نے اپنی بندوقوں پر سنگینیں چڑھا لیں گویا کہ وہ پیدل ہیں - اور اپنے مقابل پر پل پڑے اور ایک دھاوا کر کے شہر کو لے لیا -

روسیوں کا حملہ ترکوں پر

لنڈن ۵ نومبر - ایک روسی بے تار کا مراسلہ مظہر ہے کہ سونٹین جھیل کے مغرب کی جانب دشمن کی سخت گولہ باری ہوتی رہی ہم نے بحر اسود کے قطعہ دائرہ کلکیت پر ترکوں پر حملہ کیا - اور پہلی قطار کی خندقوں اور بعض جگہوں میں تیسرے خط پر قبضہ کر لیا اور بہت سا لوٹ کا مال بھی لے لیا -

ایڈیٹوریل نوٹس

خدا کی بادشاہت یا اعلیٰ نیکی

(۱)

خدا کی بادشاہت کا جو عالمگیر تصور تاریخی رسالت سے ہم تک پہنچتا ہے وہ ایک حسین اور سب اشیا کی غیر مرئی ترتیب کا نام ہے۔ یعنی مخلوق شخصیتوں اور طاقتوں اور تاثیرات اور عطیات کی مجموعی ترکیب کا نام ہے جس میں خدا نہ صرف اپنی قدرت ہی کے ذریعہ سے بلکہ دنیا کو چھٹکارہ دینے والی اور روح انسانی کو رہائی دینے والی محبت اور رحمت کے ذریعہ سے بھی حکمرانی اور سلطنت کرتا ہے۔ اس کل ترکیب کے اندر وہ اپنی مخلوقات کو چھٹکارہ دیتے ہوئے نہ صرف اپنی قدوسیت ہی میں بلکہ اپنی محبت کے کمال میں بھی اُن کو اشتراک دیتا ہے۔ خدا کی بادشاہت بحیثیت اعلےٰ نیکی ہونے کے جو اس موجودہ ہستی میں آرہی ہے وہ صرف آزادگی اور محبت ہی کی قلمرو نہیں ہے۔ بلکہ مزید براں وہ مبارک سلطنت ہے جس میں انسان اپنا آخری اور قطعی اطمینان یا امن حاصل کر لیتا ہے۔ خدا کی بادشاہت نہ صرف وہ شے ہے جس کی آرزو انسان کو کرنا لازم ہے۔ اس لئے کہ اُس کی مرضی پر اُس شے کا ایک مقدس وجود ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں خدا کی بادشاہت نہ صرف اس امر کی مقتضی ہے کہ آدمی اُس کی خدمت میں نہ صرف نہایت مشغول اور منہمک ہو جائے۔ بلکہ جان نثار بھی بنجائے۔ اور یہ وہ امر ہے جس سے پہلو تہی کیا جا ہی نہیں سکتا مگر منجملہ اُن تمام امور کے خدا کی بادشاہت وہ چیز ہے جو انسان کی ذات کے لحاظ سے اُس کی عمیق تمناؤں اور آرزو کا مطمح نظر اور مقصد بہنچانا لازم ہے۔ اور یہ رہا اس کے لئے نہایت دلکش اور فرحت افزا ہے کیونکہ ذات انسانی مع اپنی طبائع کے اُس مقصد کے ساتھ میں مطابقت رکھتی ہے۔ عام اصطلاح میں نیک یا بھلی وہ شے ہوتی ہے جس کی کوئی شخص آرزو اور چاہ کرتا ہے جس میں اس کے رجحان اور طبیعت کا پورا اطمینان اور سیری ہوتی ہے۔ اور جس کا ملجا نا اُس کی فلاحیت اور خوشی کا موجب ہونا چاہئے۔ اس طرح ہم طبعی اور ذہنی اچھی چیزوں کے درمیان امتیاز رکھتے ہیں جو اخلاقاً اچھی چیزیں اس وقت بنجاتی ہیں۔ جبکہ اُن کو آدمی کے اندر اُس کی مرضی کے مقدس قانون کی نسبت میں رکھدیا جائے جس چیز کی آدمی آرزو کرتا ہے وہ ساتھ ہی اُس کے وہ چیز ہے جس کی اُسکو آرزو کرنا چاہئے۔

اوپر کے بیان سے ہم اس امر کے مجاز ہو گئے ہیں کہ اعلیٰ نیکی کے دو معنی لے لیں۔ یعنی اعلیٰ نیکی کچھ تو وہ سمجھی جا سکتی ہے جو دیگر تمام اچھی چیزوں سے ممیز اور فائق اور مفید ہو جس کو تمام چیزوں پر ترجیح دینا لازمی امر ہو۔ اعلیٰ نیکی وہ ہے جس میں انسان وہ امن اور سکون حاصل کر لیتا ہے جو اُس کو کہیں اور سے دستیاب نہیں ہو سکتی۔ اور کچھ تو اُس سے وہ کامل نیکی یا کل اچھی چیزوں کا خلاصہ مقصود ہے۔ جس میں کل کمالات کا کمال پایا جائے جس میں ہر قسم کی احتیاج رفع ہو جاتی ہیں۔ کل آدمیوں کی بلکہ تمام مخلوقات کی آرزوئیں بر آجاتی ہیں۔ انہیں ہر دو معنوں میں خدا کی بادشاہت اعلیٰ نیکی ہے۔ یہ وہی دُر بے بہا رکھتا ہے جس کو دیگر تمام اشیا دیکر بھی خرید لینا چاہئے۔ اور جو ان موتیوں سے بھی مہنگی ہرگز نہیں پڑتی۔ کیونکہ جب آدمی اُس اعلیٰ نیکی یا خدا کی بادشاہت کو حاصل کر لیتا ہے تو اُس سے وہ مبارک حالی حاصل ہو جاتی ہے جس کو نجات کہتے ہیں۔ علاوہ اُس کو دیگر نسبتی مبارکبادیاں چھوڑ دینا ہی کیوں نہ پڑے۔ مگر آدمی گھاٹے میں کسی صورت سے نہیں رہتا۔ یہ وہ واحد شے ہے جس کی نہ صرف افراد ہی کو بلکہ جماعت کو بھی ضرورت ہے۔ اور یہ افراد اور جماعت خواہ اُن کے پاس تمام بیش چیزیں اچھی کیوں نہ ہوں تو بھی وہ خدا کی بادشاہت اور اُس کی راستبازی کے بغیر اُس مبارک حالی سے بالکل مبرا اور خالی ہوئی ہیں۔

نیکی سے محبت اور بدی سے نفرت کرنا

زبور میں مسطور ہے کہ "اے تم جو خداوند سے محبت رکھتے ہو بدی سے نفرت کرو"۔

اس آیت کو ایک مشہور و معروف آبیات دان نے یوں مرتب کیا ہے کہ "اچھا عاشق اچھا نافر ہے"۔ پس اگر ہم خدا سے محبت کریں تو ضرور ہے کہ ہم گناہ سے نفرت کریں۔ اور اگر ہم راستبازی کو پیار کریں تو ناراستی سے ضرور نفرت کرینگے۔ جب نیک آدمی خدا کی اُس خدمت کو نہایت مسرت سے پیار کرتا ہے تو وہ کل بالمقابل خیالات و افعال کو سخت غیظ و غضب کے ساتھ نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ ایک عالم کا قول ہے کہ "اخلاق بلا جذبہ و جوش کے صرف آداب ہے نہ کہ راستبازی" جس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری نیکی کی اصلیت بہت ہی کم ہے۔ تاوقتیکہ وہ رنج کو ہر پہلو سے جوش میں نہ لے آئے

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں نہایت سرگرمی سے کوشش کرنی چاہئے ❊

مریم اور مارتھا

ہمارے ناظرین ان دونوں بہنوں کا قصہ جو انجیل میں درج ہے بخوبی جانتے ہیں۔ اُن سے تعارف کروانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہ امر ظاہر ہے کہ خداوند مسیح ان دونوں بہنوں اور اُن کے بھائی لعزر سے محبت رکھتا تھا۔ ان دونوں بہنوں کی طبیعتیں باہم بہت متفرق تھیں کیونکہ ان کا حال پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مارتھا کی طبیعت عملی تھی۔ مگر مریم کی قیاسی۔ مارتھا کی طبیعت حقائق پسند تھی۔ مگر مریم کی طبیعت صوفیانہ تھی۔ اگر ہم ان کے درمیان تشبیہ قائم کریں تو کہہ سکتے ہیں کہ مارتھا نثر تھی اور مریم نظم۔ مارتھا سبزی ترکاری لگاتی تھی۔ لیکن مریم پھلواڑیاں لگانے کی شائق تھی۔ مارتھا زیورات دھوتی اور صاف کرتی تھی لیکن مریم اُن پر کندن کرتی تھی۔ مارتھا بہت سی چیزوں کی فکر اور تردد میں لگی رہتی تھی مگر مریم خداوند مسیح کے قدموں کے پاس بیٹھکر اپنی روح کو تر و تازہ کر رہی تھی۔ مگر کیا واقع ہوا؟ یہ کہ دونوں نے خداوند مسیح کی مقدس رفاقت اور مصاحبت سے روحانی مبادیات سیکھ لیں۔

دوسری مرتبہ جب خداوند مسیح بیت عنیا میں تشریف لایا تو مارتھا اُس کے ملنے کے لئے دوڑتی ہوئی باہر گئی۔ لیکن مریم گھر ہی میں بیٹھی رہی۔ یہ موقعہ ان کے بھائی لعزر کی وفات کا تھا۔ اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ مریم کو معلوم نہ ہوا ہو کہ خداوند آیا ہے۔ لیکن مارتھا کو خداوند کی آمد معلوم ہو گئی۔ اور اُس نے اب کی مرتبہ بہتر حصہ چن لیا۔ جو اُس سے لے لیا نہ جائیگا۔ لاریب اُس کو اُن باتوں سے وہ انعام اور خزانہ مل گیا۔ جو اس نے ایسے علیحدہ موقعہ پر خداوند یسوع مسیح سے سُنی تھیں اور یہ وہ باتیں ہیں جو اُس وقت سے دنیا کی اُمید اور تسلی کا موجب ثابت ہو چکی ہیں۔ خداوند نے مارتھا کو اِس وقت ایک یادگار عطا دیا تھا۔ جبکہ اُس نے اُس سے وہ باتیں کہیں تھیں۔ جو اُس وقت سے آجتک ہر جنازہ کے وقت مستعمل ہوتیں اور ہر ایسٹر کا ایک خاص مقولہ بن گئیں ہیں جن میں سے ایک بات یہ ہے کہ "قیامت اور زندگی میں ہوں"۔ مارتھا کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد خداوند نے اُس سے مریم کی بابت دریافت کیا۔ مارتھا یہ سنکر گھر میں دوڑی گئی۔ اور مریم سے کہا خداوند آیا ہے اور تجھے بُلاتا ہے۔ مریم فوراً اُٹھی اور غموں کا بوجھ اپنے اوپر اُٹھائے وہاں پہونچی جہاں خداوند تھا اور اُس سے ملاقی ہوئی۔ نفس الامر یہ ہے کہ مارتھا نے خداوند یسوع کی باتوں سے سبق سیکھا۔ اور بہت سا روحانی فائدہ اُٹھایا اور اچھا حصہ حاصل کیا۔ جو لوگ مارتھا کی حمایت کرتے ہیں ان کے لئے یہ بیان کافی دلیل اور ثبوت ہے۔

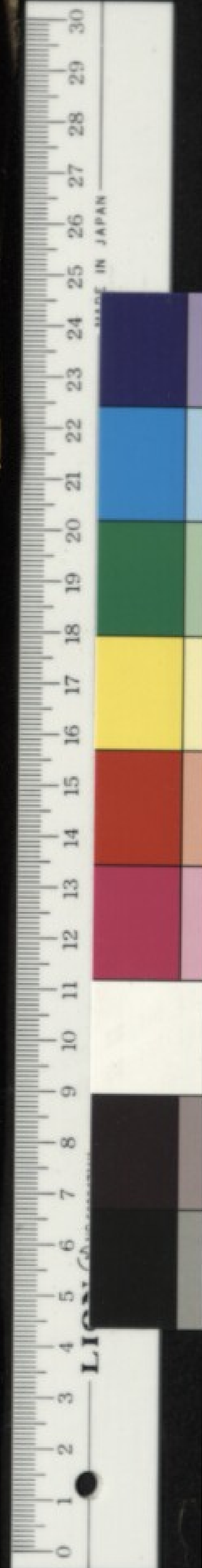
تنہائی اور تاریکی

تنہائی یا علیحدگی وہ جگہ اور حالت ہے۔ جہاں نفیس ترین مسیحی خصلت بنتی اور ترقی پاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ولایت میں نہایت ہی قیمتی اور عمدہ ترین لیس بنانے والے تیز روشنی میں اپنا کام نہیں کیا کرتے۔ وہ عموماً کسی تاریک کمرہ میں ایک دوسرے سے الگ الگ ایسی جگہ بٹھائے جاتے ہیں جہاں چھوٹے سے روشندان کے ذریعہ سے صرف نمونہ اور جو کچھ کاری گر بناتا ہے اُس پر ہی روشنی پڑتی ہے۔ یہ لوگ نہ تو اپنے آپ کو اور نہ ہی اپنے آس پاس کی چیزیں دیکھ سکتے ہیں۔ وہ صرف اُس کام کو جو وہ بناتے ہیں اور اُس نمونہ ہی کو جس کے مطابق وہ بناتے ہیں۔ دیکھ سکتے ہیں۔ یہی حال ایماندار کا ہے۔ جو چیز کسی شخص کو کسی علیحدہ جگہ میں رکھتی ہے وہ خدا کا ہاتھ ہے۔ اور وہ اپنے خادم کو ایسی ہی جگہوں میں رکھتا ہے جو اس کے حسب حال اور مفید اور عمدہ کام کرنے کے لئے موزوں ہو۔ نمونہ روشنی میں رکھا جاتا ہے۔ مگر کاریگر اندھیرے میں۔ خداوند بڑھتا ہے۔ اور اُس کا کاریگر گھٹتا ہے۔ مسیحی جس قدر اپنے آپ کو کم اور مسیح کو زیادہ دیکھتا ہے۔ جو نمونہ ہے۔ اور جس کے موافق وہ خود بن رہا ہے۔ اُسی قدر مسیحی کے لئے بہتر ہے۔ ایسی ہی حالت سے آدمی مسیح کا ہمشکل بنتا ہے۔ بس جن حالتوں میں مسیحی کہا جاتا ہے وہ اکثر پرفضل حالتیں ہوتی ہیں۔ اور اُن سے پریشانی یا نقصان کبھی نہیں ہوتا۔

سبت سکولوں کا مدعا

جب کوئی شخص کسی دنیاوی علم و ہنر کے مدرسوں میں تعلیم پانے پر غور و فکر کرتا ہے تو وہ اُس کی قدر و منزلت اور فوائد کو انسانی زاویہ نظر سے دیکھتا اور پہچانتا اور قدر کرتا ہے۔ ایسے مدرسوں میں جغرافیہ تواریخ۔ ریاضی۔ فلسفہ منطق۔ اور دیگر فنون اور ہنروں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جن سے دنیاوی فوائد مقصود ہوتے ہیں۔ مگر سبت سکولوں کا مدعا تاریخ دانی یا ریاضی یا فلسفہ دانی وغیرہ نہیں ہے جن سے انسان کا ذہن جلا ہوتا اور نفس ترقی پاتا ہے۔ سبت سکول کا منشا خاص ہے نہ کہ عام۔ اُس کا منشا یہ ہے کہ طلبا کو خدا کی پہچان اور اپنی نجات کا علم سکھایا جائے اگر سبت سکولوں سے ان کا یہ مدعا فوت ہو اور ماسوائے مدعا حاصل ہو جائے تو سبت اسکول ناکام اور بے معرفت ثابت ہونگے۔

چاہیے کہ سبت سکولوں میں بائبل کے





مضامین سکھائے جائیں۔ اس امر کی مزید توضیح کی ضرورت نہیں ہے۔ سب اس کو جانتے ہیں۔ مگر ضرور ہے۔ کہ طلبا کو بائبل کی حقیقتیں سکھلا دی جائیں۔ کیونکہ اگر وہ حقائق سے واقف ہو جائینگے تو اُن کی تشریحیں وہ خود کرینگے۔ بائبل کی تعلیم کے موجودہ طریق میں جو مہلک عیب ہے۔ وہ یہ ہے کہ لوگ بائبل کی حقیقتوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو تشریحیں وہ کرتے ہیں وہ غلط ہوتی ہیں

سبت سکولوں کا دوسرا مدعا یہ ہے کہ طلبا دعا مانگنا سیکھ جائیں۔ دانا سپرنٹنڈنٹ اپنے جوانوں کو عام جماعتوں میں دعا مانگنا سکھایا کرتے ہیں۔ مناسب ہے کہ جو دعائیں سبت سکول میں ہوتی ہیں وہ زیادہ تر طلبا کیا کریں۔ برکت کا کلمہ سپرنٹنڈنٹ پڑھا کرے اس سے لڑکوں کو عبادت میں دعا مانگنے کی عادت ہو جائیگی۔ پاسٹر صاحبان کو بھی مناسب ہے کہ عبادت کے وقت دو لڑکوں کو خاص کر دعا مانگنے کے لئے کہا کریں بجائے اس کے کہ کسی بڑے یا عالم فاضل شخص یا پادری یا مشنری صاحب کو کہا جائے۔

تیسری بات جو سبت سکولوں میں ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ طالب علم خدا کی تعریف کرنا سیکھیں۔ اس میں صرف گانا بجانا ہی شامل نہیں ہے۔ بلکہ تعریف کے گیتوں کو چننا بھی۔ اور اُن کے استعمال میں طبیعت کی ملازمت اور شغف کا ہونا بھی لازمی امر ہے۔ تعریف سے جو عمدہ نتائج نکلنے متصور ہوتے ہیں وہ فطرتی گیتوں میں گانے بجانے کی خوشی سے پیدا نہیں ہوتے۔ طلبا کے دماغ اور قلب میں زبوروں اور ان گیتوں کے انتخاب سے حقیقی و بیداری اور سچی محبت کا جذبہ اور ولولہ بھر دینا چاہئے جن میں خدا کی محبت اور وفاداری خدا کے وعدوں اور اُن کی تکمیل گناہ کی خرابی اور اُس سے نفرت۔ نجات اور اُس کی برکتیں وغیرہ مذکور ہوں۔ مگر منتہی اور افضل اور ضروری امر خود طلبا کی نجات کا احساس اُن کے دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ یہ ایک جامع امر ہے۔ جس میں تمام دیگر امور مشتمل ہیں۔

پیغام صلح سے ایک دو سوال

۲۸ اکتوبر کے پیغام صلح میں مولوی صدر الدین صاحب کا وہ لیکچر اختصاراً درج ہے جو اُنہوں نے اپریل ۱۹۱۶ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ میں دیا تھا۔ ہم نے اس کو بغور پڑھا۔ قطع نظر دیگر امور غور طلب کے اپنے معزز ایڈیٹر صاحب سے صرف دو تین باتوں کی بابت سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان امور پیش کردہ کی بابت ہمیں اور ہمارے ناظرین کو بھی واقفیت ہو جائے وہ سوالات یہ ہیں (۱) ۵ صفحہ کے دوسرے کالم میں مولوی صاحب نے کنعانی عورت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب عقلمند عورت نے جواب دیا کہ۔ جو کچھ کھاتے ہیں تو اُن کا بچا کھچا اور گرا پڑا کتے بھی کھا لیا کرتے ہیں۔ تب آپ کے شاگردوں نے اُسے جبراً دھکیل کر نکالدینے کی خواہش کی۔ جناب ایڈیٹر صاحب کیا آپ اپنے اس آخری فقرہ کا حوالہ انجیل میں سے نکال کر دکھا سکتے ہیں؟ وہاں تو شاگردوں کی بابت لکھا ہے کہ "اُس کے شاگردوں نے پاس آ کر عرض کی کہ اُسے رخصت کر دے۔ کیونکہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔" کیا آیت مذکورہ کا یہ فقرہ اور آپ کا اقتباس کردہ فقرہ کا ایک ہی منشا اور مدعا ہے؟ (۲) دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انجیل شریف میں فلاں جگہ لکھا ہے کہ "خدا (وند مسیح) تین روز جہنم میں رہے۔" (صفحہ ۵ کالم ۳) (۳) کیا آپ بائبل سے ثابت کر سکتے ہیں کہ جو بات مولوی صدر الدین صاحب کو ولایت میں ملاح نے کہی تھی (صفحہ ۵ کالم ۳) کہ جو خدا بحر و بر کا انتظام کرتا ہے اور جو خدا زمین و آسمان کا انتظام کرتا ہے وہی میری ضروریات کا انتظام بھی کرتا ہے۔ وہی میرا خدا ہے۔ عیسویت تو اس کے برعکس ہے۔ (۴) صفحہ ۶ کالم (۱) میں مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مذہب عیسوی جو حقوق نسواں کا بڑا مدعی ہے کہتا ہے کہ عورت کی وجہ سے ہی گناہ دنیا میں پیدا ہوا۔ لہٰذا اس کو گرجا کے نزدیک نہ آنے دینا چاہیئے۔" کیا آپ قیاسی یا عقلی یا کسی اور طریقہ سے ثابت کر سکتے ہیں کہ فقرہ متقسبہ یا اُس کا مفہوم عیسوی مذہب میں پایا جاتا ہے؟ جناب ایڈیٹر صاحب! امید ہے کہ آپ ان سوالوں کا جواب ضرور تحریر فرمائیں گے۔ ہم صاف اور صحیح جواب چاہتے ہیں

صلح کے بارے میں روسی خیالات

امریکہ کا ایک اخبار بحوالہ روسی اخبار پیٹرو گراڈ رائش روس کی جداگانہ صلح کے بارے میں روسی خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے۔ صلح بالخصوص جداگانہ صلح "بیغرضانہ صلح" ممکن تو ہے مگر ایسی صلح ولیم اور ہنڈنبرگ کی جرمنی سے اصل جرمنی کے ساتھ ہوگی جس نے بلجیم اور پولنڈ کو اجاڑ کر دیا جس نے لاؤین اور ریمز کو برباد کر دیا۔ جو ہمارے اسیران جنگ کے ساتھ غلاموں اور مواشیوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ وہ صلح البتہ ہمارے لئے بلا کسی قسم کے اتفاقات کے ہوگی۔ یہ وہ صلح ہوگی جس کے ذریعہ سے ہمارا تعلق براہ راست پولنڈ سے ہمیشہ کے لئے قطع ہو جائے گا۔ اُس سے لیتھونین جرمن چوٹ لگانے والی ریاست پیدا ہو جائے گی۔ اور سو سجات باٹنک کے جرمن

باشندے عمان استھونیہ اور ترکی کو حاصل ہوگی جنہیں بار
جرمنی کے ساتھ ملا لیں گے۔ اور ہم اسباب کو بھی نہ
جو ہیں کہ اس صلح سے دیگر قوموں کے ساتھ ارمنی
قوم بھی یقینی طور پر اور ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو جائے گی۔
جن کے ساتھ ٹرکی کا قدیم رابطہ ہے۔ ایسی صلح ممکن
ہے اور خیال میں بھی آسکتی ہے۔ مگر یہ صلح روس کی
ایسی ہی بے عزتی اور بربادی کا باعث ہوگی جیسے
کہ اس صلح کا نتیجہ تھا جو پروٹو پاپف اور سٹرمر کے
درمیان ہوئی تھی۔

جنگ کے بارے میں پیشینگوئیاں

جب سے یہ جنگ عظیم چھڑا ہے تب سے جرمن انگریزی اور ہندوستانی
قوموں کے درمیان جنگ کے اختتام اور نتائج کے بارے
میں پیشینگوئیاں کرنے والے سٹیج پر آئے اور اپنا
اپنا اندازہ کس کے چلے گئے۔ مگر تاحال کسی کی
پیشینگوئی نہ صرف پوری نہیں ہوئی بلکہ غلط ٹھہری۔
قبل ازیں گزشتہ برسوں کے پرچوں میں ہم نے
ان کا ذکر کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ قیصر جرمن کے دوست
البرٹ بالین نے گزشتہ موسم سرما میں پیشینگوئی
کی تھی کہ جنگ یکم جولائی کے قریب ختم ہو جائے گا۔
اور جرمن فتحیاب ہوگا۔ اور قیصر نے اپنی افواج کو
کہہ دیا تھا کہ قبل ازیں کہ ۱۹۱۵ء کا موسم بہار آئے
تم فتحمند ہو کر برلن میں واپس آؤ گے۔ اور لارڈ کچنر مرحوم
نے کہا تھا کہ یہ جنگ تین سال تک رہیگا۔ مگر امریکہ
جیسے دور اندیش اور گہری نظر ڈالنے والے ملک
میں سے کسی نے تاحال اس جنگ کے بارے
کوئی پیشینگوئی نہیں کی۔

سو نو افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

جرمنی کا اعتراف

امریکہ کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صلح کی
تحریک واشنگٹن کی جانب سے اب کبھی نہ ہوگی۔ اور
اب جو آخری امید اتحادیوں کے لئے باقی ہے وہ
یا تو فتح ہے یا ہلاکت۔ مگر یہ ہلاکت امریکہ کی آنکھوں میں
ہرگز ہلاکت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ واشنگٹن کی طرف
دیکھ رہے ہیں جہاں سے وہ لاثانی طاقت آئے گی
جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ فتح کا سہرا اتحادیوں کے سر پر ہو
اس میں تعجب خیز امر یہ ہے کہ جرمنی میں ہر جگہ تسلیم
کیا جاتا ہے کہ فتح ہمارے بہت ہی نزدیک ہے جرمن
کے ایک مشہور و معروف جنگی اخبار نے ایک مضمون
لکھا ہے جس میں امید کہ انگریزوں کی جنگی طاقت
ختم ہو جانے والی ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھ کر اس نے
صلح کی سلسلہ جنبانی کی ہے۔ مگر اس اخبار کا بغور
مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنے کا نتیجہ
اس نے اس سبب سے نکالا ہے کہ کہیں وہ
سنسر کی زد میں نہ آجائے۔ کیونکہ مضمون کا تمام
لب و لہجہ بالکل متفرق ہے۔ اور اس میں ہر سمت
میں ہماری بالادستی کا اعلان کیا ہوا ہے۔ چنانچہ
اخبار پوسٹ جو جرمن کا فوجی اخبار ہے۔ راوی ہے
کہ انگلستان نے جنگ سے نہایت حاصل کر لیا ہے
جرمن نو آبادیات کیپ سے قاہرہ تک ریلوے
میڈی ٹرینین کی طاقت میں زیادتی۔ جرمن جہاز اور
اور تجارتی فائدہ کی ہلاکت۔ اور ان تمام پوزیشنوں
کی بربادی جس کو جرمن سوداگروں نے اپنے ہی لئے
حاصل کیا تھا۔ ان تمام باتوں کے سوا انگلستان
نے نو آبادیات میں ماقبل کی بہ نسبت زیادہ مضبوطی
کے ساتھ قدم جمائے ہیں۔ اس مضمون میں لکھا
ہے کہ "نہ صرف جرمن مقبوضات ہی ہاتھ سے
جاتے رہے" بلکہ جرمن ہونے کی عزت اور
حرمت کا بھی قلع قمع ہو گیا ہے بہت سے ممالک میں
جرمن کو لوگ نہ صرف مفتوح ہی تصور کرتے ہیں۔
بلکہ اس کی تحقیر بھی کرتے ہیں۔ انگریزوں نے اپنے
ہی فائدہ کی خاطر اپنے تفرقی مخالف کو مدت مدید تک
کے لئے ناممکن اور بے مدد کر ڈالا ہے۔

شاہ قسطنطین اور قیصر جرمنی

لندن ۵ نومبر کو لکھتے۔ جو تار برقیات حال ہی میں ایتھنز اور برلن کے
درمیان آئے گئے ہیں وہ سب طشت از بام
ہو گئے ہیں۔ اور ان سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہ
قسطنطین اور اس کی ملکہ جرمنی کی خاطر کام کر رہی
تھیں۔ اور گوناریس۔ سکولوڈیس اور لمبراس
کیبنٹیں ان کے ہاتھ میں محض اوزار کی مانند تھے۔
ملکہ نے سنہ ۱۹۱۶ء میں ماہ نومبر میں قیصر کو تار دیا
اور بے صبری سے دریافت کیا کہ وسطی طاقتیں
مقدونیہ میں جارحانہ حملہ کے لئے کس وقت تیار
ہوں گی۔ اور ساتھ ہی جرمنی کو جنرل سرپل کے بائیں
بازو پر حملہ کرنے کو مجبور کیا۔ ۲ جنوری کو ملکہ اور
شاہ قسطنطین نے قیصر کو ایسا تار دیا کہ اگر جرمن
فوراً حملہ نہ کرینگے۔ تو حالت نازک ہوگی۔
قیصر نے جواب دیا کہ اس تار سے مجھے بڑا
جوش پیدا ہوا اور میں تمہاری خوفناک حالت میں
تمہاری دلیری اور شجاعت پر حیران ہوں اور یہ کہا
کہ قسطنطین کو جنرل سرپل کے بائیں بازو پر حملہ کر کے
اپنے مخالفوں کے خلاف ضرور عمل کرنا چاہئے۔

اگر نہایت سرگرمی سے کوشش کیجائے تو
کیا یہ ناممکن ہے کہ ہر ایک خریدار نو افشاں کے لئے
ایک نیا خریدار نہ پیدا کرسکے۔



(نامہ نگاروں کی رائوں کے آپ ذمہ وار ہیں۔ ایڈیٹر)

مقدس برناباس

انجیل مقدس میں برناباس کا حال صرف رسولوں کے اعمال کی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ اور خطوں میں صرف ایک جگہ گلاتیوں ۲ آیت میں اس کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے جو اعمال کے پندرھویں باب میں ہے۔ اور اناجیل اربعہ میں مقدس برناباس کا حال پایا نہیں جاتا وہ اسرائیل کے فرقے لاوی میں سے تھا۔ اور وہ جزیرہ کپرس میں جو بحیرہ روم میں واقعہ ہے پیدا ہوا۔ اسکا پیدائشی نام یوسیتس اور نئے ترجمہ کے مطابق یوسف تھا۔ اعمال ۴: ۳۶ وہ اُن ایمان داروں میں سے ایک تھا۔ جو یروشلم میں مقدس پطرس کے وسیلے خداوند کی جماعت میں شریک ہوئے۔ برناباس بڑا فراخ دل اور سخی مرد تھا۔ اور رسولوں نے اُس کا لقب برناباس رکھا یعنی نصیحت کا بیٹا۔ اور یہی لقب اُس کا مشہور نام ہو گیا مسیحی گلے میں شامل ہونے کے بعد پھر اس وقت اسکا ذکر آتا ہے جب ساؤل مسیحیوں میں شامل ہونے کے لئے یروشلم میں آیا۔ اور جب مسیحی ایماندار پولوس کے گذشتہ چال چلن کے سبب ڈرتے تھے تو اس وقت برناباس ہی نے پولس کے ساتھ ہو کر اُس کو خداوند کی جماعت میں شامل کرایا۔ اور پولوس کی تبدیل شدہ زندگی کی نسبت رسولوں اور شاگردوں کو اطمینان دلایا۔ اعمال ۹: ۲۶-۲۷ آیات اور پھر جب مسیحی دین کی ترقی اور انطاکیہ میں کلیسیا کے قایم ہونے کی خبر یروشلم کی کلیسیا کے کانوں تک پہونچی تو انہوں نے برناباس ہی کی مدد کے لئے انطاکیہ میں بھیجا۔ اور اُس نے وہاں پہونچکر خداوند کے فضل کو دیکھ کر خوشی منائی۔ اُس کی نصیحت اور وعظ سے اور بہت سے لوگ خداوند کے لوگوں میں شریک ہو گئے۔ کیونکہ وہ نیک مرد اور روح القدس اور ایمان سے معمور تھا۔ اعمال ۱۱: ۹-۲۶۔ پھر وہ انطاکیہ سے پولس کی تلاش میں ترسیس کو گیا۔ جب اُس کو پولس ملا تو اُس کو انطاکیہ میں لایا۔ اور انطاکیہ کی کلیسیا میں اس کو شامل کرایا۔ اور وہ خود اور پولس دونوں انطاکیہ میں رہنے سہنے لگے۔ اور کچھ دنوں کے بعد وہ دونوں روح القدس سے بلائے گئے۔ اور انطاکیہ ہی میں مشنری کام کے لئے برناباس کا پولس کے ساتھ آرڈینیشن کیا گیا۔ وہ دونوں شخص نبیوں اور معلموں کی جماعت میں گنے جاتے تھے۔ اس مقدس جماعت میں بزرگوں کے ہاتھ رکھنے سے وہ پادریت کے لئے مخصوص ہوئے اعمال ۱۳: ۱-۵ اور مقدس پولس کے پہلے مشنری سفر میں برناباس ہی رسول کا ہمسفر تھا۔ اور جب لسترہ شہر میں انہوں نے ایک بڑا معجزہ کیا تو وہاں کے لوگوں نے برناباس کو زیوس دیوتا کا خطاب دیا۔ اور اہل یونان کا دیوتا اور معبود سمجھ کر اُس کی اور پولس کی عبادت کرنے لگے۔ جبکہ انہوں نے مشکل سے ان کو منع کیا۔ اعمال ۱۴: ۸-۱۸۔ اور جب وہ واپس سیریا کے انطاکیہ میں آئے اور بعضے بدعتی لوگ یہودیہ سے آ کر خداوند کے لوگوں کو اُلٹی تعلیم دینے لگے تو برناباس کو پولس کے ساتھ کلیسیا کی صلاح سے یروشلم میں جانا پڑا۔ اور وہاں بزرگوں کی بڑی مجلس میں برناباس کو پولس کے ساتھ اپنا بیان سنانے کی اجازت دی گئی اور مسیحی دین کی پہلی اور رسولی اور الہامی مجلس میں فیصلہ انہی کے حق میں ہوا۔ اور ان کی مدد کے لئے چند شخص بطور قاصد انطاکیہ میں بھیجے گئے۔ جس سے یہ امر روشن ہوتا ہے کہ کلیسیا اور بزرگان دین اور رسولوں میں برناباس نہایت معتبر مانا جاتا تھا۔ اور اس کی بات ہر خاص و عام میں مان لی جاتی تھی۔ بعد اس کے وہ کچھ دن انطاکیہ میں رہا۔ اور چند روز بعد پولس نے برناباس کو کہا کہ جن شہروں میں ہم نے خدا کا کلام سنایا تھا آؤ پھر اُن میں چل کر بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہیں۔ اس دوسرے سفر میں پولس نے سلاس کو پسند کیا۔ اور برناباس یوحنا عرف مرقس کو ساتھ لیکر جزیرہ کپرس کو چلا گیا۔ اس کے بعد ہم اس مقدس شخص کا حال انجیل مقدس میں کہیں نہیں پاتے۔ سوائے گلاتیوں ۲: ۲ آیت کے جہاں کہ پولس رسول نے اس کے یروشلم میں فیصلہ کے لئے جانے کا اشارہ کیا۔ مقدس برناباس کے اتنے مختصر حال ہی سے یہ امر واضح ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص خداوند یسوع مسیح کا ایک سچا گواہ اور راستباز بندہ تھا۔ وہ ہمیشہ مقدسوں کی رفاقت میں رہتا تھا۔ وہ سخی مرد تھا۔ ابتدائی ایمان کے وقت اُس نے مقدسوں کی خدمت کے لئے اپنا ایک کھیت بیچ دیا۔ وہ کلیسیا کے انتظام کا بڑا حامی تھا۔ وہ بدعتی تعلیم کے رواج کا سخت مخالف تھا۔ وہ کلیسیا اور بزرگوں میں بڑا معتبر تھا۔ وہ پولس کی طرح عہدہ رسالت پر مامور تھا۔ اعمال ۱۴: ۱۴ وہ باقی رسولوں کا ہم ایمان اور ہم عقیدہ تھا۔ وہ تثلیث مقدس کا پکا معتقد تھا۔ وہ سچی اور حقیقی مسیحیت کا مبشر تھا۔ (باقی آئندہ)

راقم۔ پادری بوٹا مل۔ امریکن مشن ڈھاباں سنگھ شیخوپورہ۔ ہم کسی آئندہ پرچہ میں محمدیوں کی انجیل برناباس کا بیان لکھیں گے۔ راقم مضمون نگار۔

سرسری نظر

بر مضمون مسٹر فیروز الدین

کیوں اُستاد۔ کیوں؟ خیر تو ہے۔ آج تو بے طرح جوش و خروش میں کلک نیستان کا سر قلم کر کے بے جان میں جان ڈالنے اور بے دہن میں دہن بنا

پیدا کرنے کا اعجاز نرالے ڈھنگ سے ظہور میں آرہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حافظہ میں کوئی نیا مضمون جوش زن ہے۔ ؎

جم گئے اور اُٹھ نہ سکے خاک کی مانند
اُٹھوائے تیرے کوچہ سے سو بار گئے ہم
(قلنطیاب)

آج ایک صاحب نے لاہور سے تیر فیروزی چلایا۔ جو سنسناتا ہوا نظر باز کی نظر سے گزر کر حافظہ میں جا ٹھہرا۔ جس کے تخیر سے اُس میں ایک جوش تلاطم پیدا ہوا اور کلک دوزباں یوں بول اُٹھا ؎

ہست ذکر وصفت اں جاں جہاں۔
خارج از اندازہ حد بیاں۔
لال در وصفش زبان اہل ذکر
قاصر از تعریف کلک دوزباں۔

ہمارے دوست مسٹر فیروزالدین صاحب نے کسی کو کہا ہے "سچ تو کہئے کبھی آپ نے بھی دو حروف تحریر کئے۔ بلکہ اُٹھا اپنی قلم کو قلمدان کے چھپٹے خانہ میں بند کر رکھا[1] ہے۔ تاکہ ہوا نہ لگ جائے اور خراب نہ ہو جائے .... الخ۔ میرے دوست سچ تو یہی ہے ؎

پھر پھر کے دایرہ میں رکھتا ہوں میں قدم
آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں

ہمارے ہندوستانی اور پنجابی بھائی دقیانوسی زمانہ کے پڑھے ہوئے ہیں۔ اور سو دو سو میل سے کبھی قدم باہر نہیں رکھا۔ علمی تجربہ کے سوائے ذاتی تجربہ بھی نہیں۔ ان کے قلم قلمدان کے چھپٹوں خانہ میں

---

[1] مسٹر فیروزالدین کے مضامین وقتاً فوقتاً چھپتے رہتے ہیں۔ اور آپ نورافشاں کے خریدار بھی ہیں محض باتیں ہی نہیں کرکے دکھایا ہے۔ ایڈیٹر۔

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔ مینیجر نورافشاں

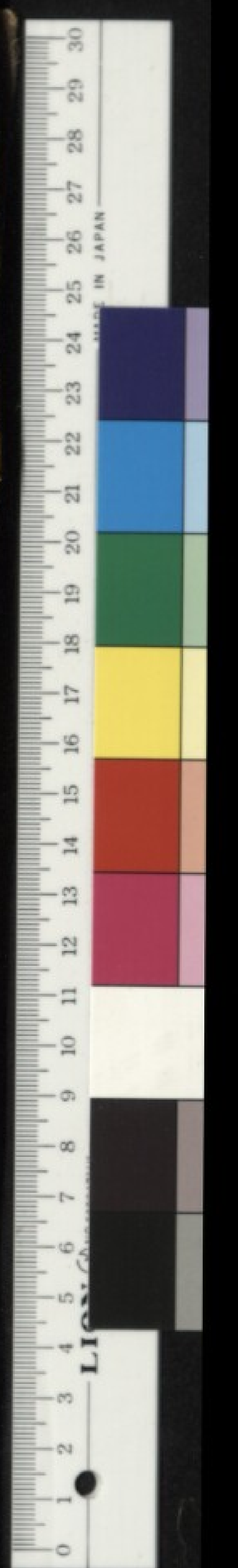
کیوں نہ پڑے سڑیں۔ کیونکہ ایک ہی مرکز پر گھس گھس کر گھس چکے ہیں۔ چنانچہ ہمارا مرکز انجیل مقدس ہے۔ اور ہمارے منتظر وید۔ شاستر۔ بیان قرآن۔ گرنتھ وغیرہ جس پر ہمارے بزرگ پادری فنڈر صاحب جناب پادری عماد الدین لاہز ڈی ڈی صاحب۔ پادری ٹھاکرداس۔ تاراچند۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم۔ شہباز۔ چراغ مسیح واعظ وغیرہ نے اپنی حدو سالت اور معلومات کی خوب دھوم رکھی تھی۔ کہاں تک بچائیے عبارت کو لباس پہنائیں خیر از اں کہ جب کچھ باقی نہ رہا تو لگے پنجابی اشعار اُردو میں ترجمہ کرانے (دیکھو ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۱) یہ بھی کوئی اخباری چٹکلا ہے۔ رد کھا پھیکا نہیں تو اور کیا ہے ✤

میرے بھائی یہ روشنی کا زمانہ ہے گلی گلی بی۔اے اور ایم۔اے کی ڈار کی ڈار ملتی ہے۔ مگر مسیحیوں میں اس ڈگری کے چند بچے پائے جاتے ہیں جو ہیٹ بوٹ کی ٹھونس ٹھانس اور اُس کی چمک دمک اور چرمر کی آواز کے شیدا ہیں۔ شاکن کے موٹر۔ اور بینکر باکر کا حصول کرٹ کی چسپیدگی۔ ہاکی سٹک کے ہینڈل۔ اور ٹائی کے پھندے میں پھنسکر ٹوپ لگا گھٹا ٹوپ کے اندھیرے میں گھسکر اردو بھول ہی گئے۔ اگر کبھی آرام کرسی پر بیٹھے لے بھی تو اُردو اخبار کا نام سنتے ہی تھو کہکر منہ موڑ لیا۔ جب اُردو اخبار کا دیکھنا ہی پسند نہیں کرتے تو قلم سے کب مدد کرنے کی اُمید ہو سکتی ہے۔ افسوس نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے۔ بندہ کسی ایک صاحب کو جانتا ہے کہ صرف کتابی لیاقت ہے۔ طوطے کی طرح ٹ رین چند سنک جانتے ہیں۔ اتنا حوصلہ اور فراست نہیں کہ انگریزی میں کچھ چیں وچرا کرکے اخباری دنیا پر روشنی ڈالیں اور اُردو سے گذرتے ہیں ✤

اب رہے اوسط درجہ کے شرفا و دنیا پر لوگ پیشور کو دفتر سے آتے ہی ٹینس کی اکسر سائز لازمی ہے۔ ورنہ بدہضمی کا خطرہ ہے۔ فرصت کہاں جو اخبار پڑھیں۔ اگر کسی نے کچھ فرصت پائی بھی تو کسی لائبریری میں جو کا ممبر ہے جہاں جاکر اخبار کے جنگی کالم کو اُلٹ پلٹ کیا۔ اور چل میرے بھائی۔ اور اب شاگرد پیشہ اور نیم جاہل صاحبان کی سنئیے۔ اول تو پڑھنے لکھنے سے کورے اور جو کچھ تھوڑا جانتے بھی ہیں۔ اُن کو دو پاکٹ ریلیپ ایک بکس ماچس جس کی قیمت آجکل ایک آنہ ہے۔ چھ پیسے روز کا دھواں ہوا میں اُڑا دیا۔ تو تین روپیہ اخبار نورافشاں کو کہاں سے روانہ کریں۔ باقی رہے ملازمان مشن یعنے بزرگ پادری صاحبان۔ واعظان مددگار۔ اں۔ ٹیچر۔ لائبریرین۔ کتب فروش وغیرہ ان بیچاروں کی حالت کیا تنگی نباسے اور کیا نچوڑے۔ بعض دن اُبلی ہوئی دال پر خدا کا شکر کیا جا رہا ہے۔ نہ معلوم مسٹر فیروزالدین صاحب کس جیب سے تین روپئے نکالنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جب ہم نے ایک صاحب سے ذکر کیا تو تین روپیہ کا نام سنتے ہی بول اُٹھے ارے۔ رے۔ رے۔ یہاں پر کسی کا شعر یاد آتا ہے۔ مگر خیر۔

جونرف۔ اُستاد تو پھر آپ نورافشاں کی اشاعت میں کچھ کر سکتے ہیں....؟

لطف جان۔ بھائی نقارخانہ میں طوطی کی آواز کون سُنتا ہے۔ آجکل اخباری دنیا کا عجب حال ہے چنانچہ جنگ کے شروع شروع میں لوگ انتظار کیا کرتے تھے کہ کوئی نئی خبر پائیں گے۔ مگر اب شہر تو شہر گاؤں گاؤں میں بھی جنگی سپاہی زخمی اور مریض ہوکر واپس آگئے ہیں چشم دید واقعات سناتے ہیں۔ جن کے آگے اخباری گپوں کی کون پرواہ کرتا ہے۔ جو جگہ جگہ ترجمہ ہوکر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔



مجھ کو دوسرے اخباروں سے کیا۔ میں تو اِس مسیحی ہمخدمت نور افشاں کی بابت کہہ رہا تھا۔ بیشک اس کی اشاعت میں ترقی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بائبل مقدس کے بحر میں جتنا دیر تک غوطہ لگایا جائے اُتنا ہی قیمتی موتی ہاتھ لگ سکتا ہے۔ جس کے جوہر اور چمک دمک بیان جوہریان عقیدہ انجیل کے غوطہ خوروں ہم مسائل کی تشریح کریں جن کے لوگ اب تک مشتاق ہیں۔ اگر نور افشاں اُن کے راز کی افشاں کرے تو تین روپئے کیا بڑی بات ہے۔ مسٹر جوزف کیا تم کو یاد نہیں کہ اُس دن کالج کے ایک نوجوان نے اگر سوال کیا کہ انجیل متی ۲۴: ۲۹ میں مرقوم ہے کہ ستارے آسمان سے گرائے جائیں گے۔ یہ کیسی اَن ہونی بات ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہی ستارا اگرے تو زمین ایک مٹر کے دانے کی طرح چھپ جائے۔ بھلا دوسرا ستارہ گر کر کہاں جائے۔ سو جب واعظ صاحب نے یہ سوال سُنا تو بہت ہی سٹ پٹا گئے۔ اور کچھ بن نہ پڑا۔ سو اگر اس ہی طرح کی عقدہ کشائی کی جائے تو دیکھیں کونسا مسیحی ہے جس کے دل میں ایسی باتیں جاننے کا شوق نہ گدگدائے۔ اگر یقین نہیں تو کر دیکھو۔ کوئی صاحب اس مسئلے کو حل کیجئے۔

راقم۔ نظرباز۔ مبشر انجیل

زمانہ طفولیت اور مسیحیت

خدا کا شکر ہے کہ آجکل مسیحی لوگ بال بچوں کی قدر و منزلت کو قدرے محسوس کرنے لگے ہیں۔ پر ابھی کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کو غیروں کے بال بچوں کی تو در کنار خود اپنے بچوں کی ذرا بھی فکر نہیں ہوتی۔ افسوس ایسے والدین پر جن کی بے فکری سے اُن کے بچے آوارہ گرد بنتے۔ جاہل رہتے۔ بے سرو سامان پھرتے۔ اور آخر کار شیطان کے بے شرم غلام بن کر بہتوں کی پیش قیمت زندگی کے برباد ہونے کا موجب ٹھہرتے ہیں۔ اے غافل والدین! کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ آپ کی ایسی بے فکری اور غفلت آپ کو نہایت ہی خطرناک ذلیل اور سنگین گناہوں کا مرتکب بناتی ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کے برباد شدہ بچوں کے ناگفتہ بہ گناہوں کے بانی خود آپ ہی ہیں؟ اور چونکہ اب آپ اپنے بچوں کو تحصیل علم کے لئے مدرسے بھیجنے لگے ہیں اور بورڈنگ اسکولوں میں داخل کرنے لگے ہیں۔ کیا آپ یہ عذر پیش کرینگے کہ آپ کی اولاد کی ذمہ داری آپ پر سے منتقل ہو کر اُستادوں پر جا لگی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ سراسر بے بنیاد بہانہ ہے۔ چھوٹے بچے مسیح کی مسیحیت اور مسیح کو زیادہ صفائی و خوبی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں۔ اے غافل! جاگو!! بیدار ہو!!! اور سنو کہ چھوٹے بچے مردوں اور بوڑھوں کی نسبت زیادہ رازِ الٰہی سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اور اسی سبب سے بھی یہ خداوند مسیح ایسے بچوں کو اپنے پاس بلاتا ہے۔ بلکہ اُن کو کھوجتا ہے۔ پر افسوس! آپ نہ فقط ان کو مسیح کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کرتے۔ بلکہ نہایت ہی بے حیائی سے اُن کے سامنے ٹھوکر کا خونخوار پتھر بھی رکھ دیتے ہیں۔ کیا ایسے والدین آنے والے غضب سے اور قہر الٰہی سے بچ سکتے ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ تا وقتیکہ سچی توبہ نہ کریں۔

عموماً لوگ بڑے وحشتناک بھول میں پڑ کر سمجھتے ہیں کہ بچے عقل و شعور نہیں رکھتے۔ لہذا وہ اصول مذہب اور عقائد دین کو بغیر سمجھے کیونکر بپتسمہ لے سکتے اور کلیسیا میں شامل ہو سکتے ہیں؟ کیا ایسے ناقدر شناس لوگ ذیل کی فہرست بنظر حیرت نہ دیکھیں گے؟

(۱) اسقف پیلیکیپی آٹھ برس کی عمر سے اور دیندار مسیحی بن گئے تھے۔

(۲) پادری ایچ ولیس کی بیٹی نے چار ہی برس کی عمر میں مسیح کو صدق دل سے قبول کیا تھا۔

(۳) ڈاکٹر ہارٹ جو کانگریگیشنل چرچ کے مشہور پاسٹر تھے (کنیکٹیکٹ) انہوں نے ۲½ (ڈھائی) ہی برس کی عمر میں مسیح کو قبول کیا۔

اور کیا تعجب کہ

(۴) واٹشائر پانچ ہی برس کی عمر میں بے دین اور مخالف مسیح بن گیا۔

پس خصوصاً سارے والدین، خادم اور اُستادوں بلکہ پادریوں اور پاسٹروں سے بھی اب احقر کی التجا ہے کہ وہ چھوٹے بچوں کی قدر کریں اور اُنہیں مسیح کے پاس لانے کی بڑی سے بڑی کوشش کریں۔ کون نہیں جانتا کہ دہلی کے فلاں مشہور مسیحی ڈاکٹر، آگرے کے فلاں مسیحی وکیل، مدراس کے فلاں پادری صاحب اور بمبئی کے فلاں نامی و گرامی بیرسٹر اپنے لڑکوں کی آوارہ گردی اور شرارت کی وجہ سے نہایت ہی متفکر، بے چین اور شرمندہ ہو رہے ہیں۔ یہ اُنہیں کی غفلت اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔ اب ہم ذرا کلام الٰہی کی باتوں پر غور کرینگے۔ دیکھو مرقس ۱۰ باب ۱۳ آیت سے ۱۶ تک

(۲)

”پھر لوگ بچوں کو اُس کے پاس لانے لگے۔ تا کہ وہ اُنہیں چھوئے۔ مگر شاگردوں نے اُن کو جھڑکا۔ یسوع یہ دیکھ کر خفا ہوا۔ اور اُن سے کہا بچوں کو میرے پاس آنے دو۔ اُنہیں منع نہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی بادشاہت کو بچوں کی طرح قبول نہ کرے۔ وہ اُس میں

ہرگز داخل نہ ہوگا۔ پھر اُس نے اُنھیں اپنی گود میں لیا اور اُن پر ہاتھ رکھ کر اُن کو برکت دی"۔

میں سمجھتا ہوں کہ شاگردوں نے یوں سوچا ہوگا کہ اُستاد اِس وقت بہت ہی مشہور کام میں لگا ہوا ہے۔ وہ تو غریبوں کا منہ بند کر۔ لوگوں کو تعلیم دے اور طرح طرح کے مریضوں کو شفا دے رہا ہے۔ اِس وقت وہ بالکل مشغول ہے۔ بچے رخنہ انداز ہونگے۔ ان کو وہاں ہرگز جانے نہ دیں گے۔ یہ تو لڑکوں کا کھیل نہیں ہے۔ ایسے وقت وہ ان بے کار بچوں کی کچھ بھی فکر نہ کریگا۔ شاگرد گویا اِس وقت مسیح کے لئے غیر تمندانہ کام کر رہے تھے۔ پر حقیقتاً یہ باپ کی مرضی کے خلاف تھا۔ فی زمانہ بھی لوگ بہت سے لڑکوں کو مسیح کی کلیسیا میں شامل نہیں کرتے ہیں۔ اُن کو خیال رہتا ہے کہ ایسا کرنے سے ہماری کلیسیا کے لڑکے اور لڑکیوں کا انجمن بنجائیگا اور باہر والے اس گرجہ کو صرف سنڈے اسکول ہی تصور کرینگے۔ میری دلی دعا ہے کہ خدا ایسے لوگوں کو معاف کرے جو بچوں کو ناچیز جانتے ہیں۔ میرے نزدیک بچوں کا بچایا جانا بالغوں کے بچائے جانے سے زیادہ ضروری ہے۔ یہ خدا کی بڑی عجیب مہربانی ہے کہ وہ ۷۰ برس کے بڑھوں کو بھی بچاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایسی عمر میں خدا کی خدمت زیادہ نہیں کر سکتے ہیں۔ ۵۰ و ۶۰ برس تک انہوں نے شیطان کی غلامی کی اور دنیوی معاملوں سے تعلق رکھا۔ اب اُن کی زندگی کتنی اور باقی ہے کہ وہ خدا کی خدمت کریں۔ مگر یہ عزیز چھوٹے بچے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ابھی خداوند مسیح کو قبول کریں تو اُن کو بہت عرصہ تک نجات کے مبارک کام کرنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ کون جانتا ہے کہ کیسا جلال خدا اُن سے ظاہر کرائیگا؟ ممکن ہے کہ غیر مذہب والے اُن کو مبارک کہیں اور قومیں نجات حاصل کر کے اُن پر فخر کریں۔ اگر کوئی اُستاد اپنے شاگردوں کو یہ سمجھ کر کہ کسی نہ کسی وقت کوئی انہیں میں سے وزیر اعظم بنیگا۔ مؤدبانہ سلام کرے تو فی الحقیقت وہ اپنے آپ کو ایک نہایت دور اندیش اور خلیق شخص ثابت کریگا۔ پس ضرور ہے کہ ہم چھوٹے بچوں کو خوف محبت اور عزت کی نظر سے دیکھیں کیونکہ کوئی نہیں جانتا ہے کہ ان میں سے کون کتنی جلدی مبارک اور مقدس فرشتوں میں شامل ہو جائیگا یا دنیا کے لوگ بلکہ دنیا کی قومیں اُن کے ذریعہ نجات حاصل کرینگی۔

چھوٹے بچوں کی قدر نہ کرنے کے نتائج یہ ہیں

(۱) پادری اور واعظ صاحبان اپنے سرمن کے فوائد سے بچوں کو بالکل ہی محروم رکھتے ہیں۔ اور اُن کا مطلق خیال بھی نہیں کرتے (۲) اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں واعظ واعظ نہیں ہے۔ وہ تو صرف چھوٹے بچوں کا گرو ہے۔ ایسے خام خیال والوں سے میں کہتا ہوں کہ خدا کی نظر میں وہ شخص واعظ ہرگز نہیں ہے جو بچوں سے بے فکر رہتا ہے۔ ہر واعظ و پریچر کو چاہئیے کہ وہ اپنے سرمن کا ایک حصہ چھوٹے بچوں کی خدمت میں ضرور پیش کرے (۳) لوگ بچوں کو کلیسیا میں شامل کرنے کے لئے تیار نہیں رہتے ہیں (۴) بہتوں کا عقیدہ ہو گیا ہے کہ چھوٹے بچے مسیح کی گروہ میں ہرگز شامل ہی نہیں ہو سکتے۔ تا وقتیکہ بالغ نہ ہوں۔ کیا یہ بدعت نہیں ہے؟ پیارا خداوند فرماتا ہے۔ خبردار ان چھوٹوں میں سے کسی کو حقیر و ناچیز نہ جاننا۔"

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند شاگردوں کی اس نازیبا حرکت سے ناراض ہوا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ معاملہ بہت ہی سنگین تھا۔ کیونکہ خدا کا بے زبان برہ جو نہایت ہی حلیم اور غمخوار تھا۔ اُس کے واسطے ناراضگی بالکل ہی بیرونی شئے تھی۔ وہ اکثر ناراض نہیں ہوا کرتا تھا۔ پر جب اپنے شاگردوں کو جنہیں وہ جان سے عزیز رکھتا تھا جن کو وہ تعلیم دیتا تھا جن کے لئے وہ فکرمند رہا کرتا تھا۔ اور جن کے لئے وہ خود ہی علمی نمونہ بن گیا تھا ایک ایسا کام کرتے دیکھا جو اُس کی پاک و مقدس مرضی کے خلاف جو اُس کی طبیعت و خصلت کے متضاد اور اُس کی تعلیم و مقصد کے غیر موافق تھا۔ تب وہ عادل اُستاد اور وفادار دوست خفا ہوا اور ان کو توقیر طفلان کی ماہیت کے عمدہ سبق کے سکھانے کے لئے اُس نے اُن کے سامنے ہی اُن معصوم اور فرشتہ سیرت بچوں کو اپنی گود میں لیا۔ اور اُنہیں برکت دی۔ اگر وہ چھوٹے بچوں کو اُن کی کم عمری کے باعث قبول نہ کرتا تو اُس کا یہ وعدہ کہ "جو کوئی میرے پاس آتا ہے میں اُسے ہرگز نہ نکالوں گا" بالکل جھوٹا ٹھہرتا۔ خداوند کی بات یاد رکھنے کے لائق ہے جو اُس نے کہا کہ "باپ کی یہ مرضی نہیں ہے کہ ان چھوٹوں میں سے کوئی بھی ہلاک ہو" متی ۱۸ باب ۱۴ آیت۔

خداوند میں آپ کا خادم

بی۔ جوزف۔ بی۔ ایم۔ ایس بانکی پور۔

پنجاب میں بارش کا طوفان

از قلم میر کریم الدین شوق مجیٹھا ضلع امرتسر

ابر باراں کا اٹھا طوفان وہ پنجاب میں
مچھلیاں دریائیں مینڈکیں تالاب میں
بہ گئے نشیبے ہزاروں کھیت اور فصل خریف
مائیں بچوں سے چھٹیں زلزل پڑا اعصاب میں
گر گئے کتنے مکاں مسجد نہیں مندر بچے۔
ہو رہی زاری گھروں میں گر چلے گرداب میں



شہر اور قصبے سمندر کی طرح آتے نظر ہیں
راستے پانی سے ٹوٹے ہیں سڑک سیلاب میں
دلی سے لیکر پشاور تک ہوا ہے ایک حال
سینکڑوں دیہات ڈوبے دیکھتے ہیں آب میں
نمایاں ہوتے ہیں طغیانی میں آتے ہیں غرق
نوح کا طوفان بھی لرزے تھا پیچ و تاب میں
کبھی دنیا میں ایسی آ پڑی تھی ہولناک
روح کانپے تھی بدن میں بال جوں سیماب میں
ہر وقت بھی رہتا رہا ہر روز رات اس طوفان میں
گھر گرے جیسے کہ میلے میں ڈوبتی ہو رخ حباب میں

گناہ مسیحی نکتہ خیال سے

ہمارے ناظرین نورافشاں کو یاد ہوگا کہ ہم نے اِس سے قبل گناہ ہندو اور آریہ نکتہ خیال سے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور اب ہم اس کو مسیحی تعلیم کے متعلق غور کرنا چاہتے ہیں۔ خصوصاً کہ گناہ اس دنیا میں کیونکر آیا۔ یا اُس کی ابتدا کیونکر ہوئی۔ کیا خدا اس کو روک نہیں سکتا۔ اور اگر روک سکتا تھا تو اُس نے کیوں روک نہ دیا۔ تو اس حالت میں جہاں تک کہ خیال کیا جا سکتا ہے خدا اِن صورتوں میں گناہ کو روک سکتا تھا (۱) کہ خدا ایسا مخلوق پیدا کرنے سے باز رہتا جو گناہ کر سکتا تھا۔ یا اس میں گناہ پیدا کرنے کی قابلیت ہی پیدا نہ کرتا (۲) یا ایسا مخلوق پیدا کرنے پر وہ اُنکو آزمائش سے محفوظ رکھتا اور (۳) اُن کو آزمائش میں ڈالے یا پڑ جانے پر بھی وہ اُن کو جبراً گناہ میں مغلوب ہونے سے روک دیتا۔

اب ہم پہلی صورت پر غور کرینگے۔ فرض کرو کہ وہ ایسی مخلوق پیدا کرتا جس میں گناہ کرنے کی قابلیت نہ ہوتی۔ پس اگر وہ ایسی مخلوق پیدا کرتا تو وہ جانوروں سے زیادہ بڑھ چڑھ کر نہیں ہو سکتے تھے۔ پھر اگر وہ ایسی مخلوق پیدا نہ کرتا جس میں گناہ کرنے کی قابلیت نہ ہوتی تو وہ کوئی ایسی مخلوق بھی پیدا نہ کر سکتا جس میں نیکی کرنے کی بھی قابلیت نہ ہوتی کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دونوں باتیں ساتھ ساتھ ہوں۔ اور وہی شخص نیکی کرنے کی قابلیت رکھ سکتا ہے جس کو ایک ہی وقت میں اگر وہ چاہے تو گناہ کرنے کی بھی قابلیت ہو۔ چنانچہ آپ اس مثال پر غور کریں میں جانتا ہوں کہ ایک میز پر یا کسی صندوقچے میں میرا روپیہ رکھا ہے تو کیا میں میز کے اُس فعل کے لئے شکر گزار ہوں۔ اور اُس کی مہربانی کی تعریف کرتا ہوں کہ وہ فرمانبردار ہے۔ نہیں۔ کیوں نہیں۔ اس لئے کہ وہ نافرمانبرداری کر ہی نہیں سکتی ہے۔ اور اس وجہ سے اُس کے حق میں واجب طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ فرمانبردار ہے۔ پھر کسی جانور کو لیجئے اور اس کو ہم کسی کام کے کرنے سے روک سکتے ہیں جبکہ اُس کو اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ اس کام کو کریگا تو اُس کی سزا ہوگی۔ اور ہم اُس کو چوری کرنے سے باز رکھ سکتے ہیں۔ اس طور پر کہ جس وقت وہ چوری کرے تو اُس کے خوب کوڑے مارے جائیں۔ لیکن ہم اُس کو یہ سکھا نہیں سکتے کہ چوری کرنے میں ہم اوروں کے حق کو ناجائز طور پر لے لیتے ہیں۔ کیونکہ یہاں تک معلوم ہوتا ہے اُن کی سمجھ اس نسبت کما محدود ہے۔ اور اس لئے وہ فرائض کی پہچان تک پہنچ نہیں سکتے۔ اور اس لئے ایسی سمجھ رکھتے ہوئے وہ نہ تو گناہ کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں اور نہ نیکی کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اور جو ایسے مخلوق ہیں کہ گناہ کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے وہ نیکی اور بدی کو بھی پہچاننے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ اور اس لئے پسند اور ناپسند کرنے کی تمیز سے خالی ہیں۔ اور اس صورت میں اُن کا کوئی فعل اخلاقی یا اچھا نہیں ٹھہرایا جا سکتا ہے۔

اور اگر خدا اس قسم کی مخلوق پیدا کرتا تو یہ سچ ہے کہ وہ گناہ کے امکان کو روک دیتا لیکن اُسی وقت یہ اُس کو نیکی کرنے کے امکان سے بھی روک دینا پڑتا۔

(۲) فرض کرو کہ خدا دوسری قسم کے طور پر پیدا کرتا کہ اخلاقی طبیعت ہم کو عطا کرنے کے بعد وہ ہم کو ہر قسم کی آزمائش سے بچا رکھتا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا یہ کہ ہم کبھی بھی نیک چال چلن پر اختیار و قبضہ نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ بغیر آزمائشوں پر فتحیابی حاصل کرنے کے ہم کو نہیں مل سکتا ہے۔ بے شک ہم گناہ کی نسبت ایسے معصوم ہو سکتے تھے جیسے کہ جانور ہیں لیکن انسان کی مانند نیک چلن نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ اے والدین جب آپ اپنے بچوں کے مسکراتے ہوئے چہروں پر نگاہ کرتے ہو تو اکثر اوقات یہ چاہتے ہو کہ آپ اُن کو دنیا و شیطان و جسم کے فریب آلودہ باتوں سے ہمیشہ محفوظ رکھ سکتے۔ بے شک یہ طبیعت کا تقاضا ہے مگر دانائی کے ساتھ نہیں ہے۔ اُن کی موجودہ بے گناہی جو اُن میں پائی جاتی ہے وہ پتھر اور لکڑی کے ایک کندہ سے بڑھکر نہیں ہے کیونکہ اگر وہ اخلاقی دنیا میں کبھی بھی اوپر چڑھ سکتے اور ترقی کر سکتے ہیں تو ضرور ہے کہ محض آزمائشوں کے وسیلہ سے ہو۔ چاہئیے کہ آپ اُن کی اخلاقی جنگ کی خواہش کریں کچھ پرواہ نہیں کہ یہ جنگ کیسی ہی شدید ہو۔ اور کتنی ہی دیر تک کیوں نہ رہے۔ اور کچھ پرواہ نہیں کہ اس جنگ میں خون تک بہانا پڑے جب تک کہ فتح حاصل نہ ہو۔

(۳) چاہئیے تھا کہ خدا کسی نہ کسی طرح سے تیسرے طریقہ کو کام میں لاکر گناہ کو روک دیتا یعنی اگرچہ اُنکو آزمائش میں پڑنے دیتا تاہم جبراً وہ اپنی قدرت

۔نہ انکو مغلوب ہونے سے روکدیتا بیشک یہ ممکن تھا کہ
خدا ہمیں بعد آزمائش ہیں مغلوب ہونے سے پہلے انکو
ایسی مضبوط مرضی عطا کرسکتا تھا کہ وہ بلا سہو کے بدی
کا مقابلہ کر سکتے۔ یا انکو اسطور پر مجبور کر دیتا کہ وہ ہر موقعہ پر
اپنی مرضی کو درستی کے ساتھ صحیح طور پر کام میں لاتے
مگر ایسا کہنا بھی بالکل بیجا ہے کیونکہ وہ مرضی کبھی مستقل
اور مضبوط نہیں ہوسکتی۔ جو صرف ایک ہی طریقہ اور راہ کو
پسند کرتی ہے کیونکہ مرضی کیلئے یہ امر نہایت ضروری ہے
کہ وہ دو باتوں میں سے ایک کو پسند کرے اور اُسکو
مخالف میں چلنے کا بھی اختیار ہو۔ اور نہ کوئی شخص کسی خاص
طریقہ میں اپنی مرضی کے استعمال کرنے کیلئے مجبور کیا جا
سکتا ہے۔ اس سے اُسکو اسکی مرضی کے آزادانہ استعمال
کرنے سے محروم کرنا ہوگا (باقی دارد)

ضرورت ہے

بنارس کے قریب بمقام اہروہ شق اپر پرائمری سکول
کے لئے ایک ہیڈ ماسٹر (مسیحی) کی فوراً یا بہت دن
تک ضرورت ہے تنخواہ مبلغ ۲۰ روپیہ ہوگی۔ معہ نقول
اسنادات ۱۳ ویں کیننگ روڈ الہ آباد کے پتہ پر
سی۔ ایم۔ ایس سکرٹری سے درخواست کریں۔

عمدہ قابل اطمینان اصلی ۱۳ ر

تخم ترکاری اور پھول نیز پھول پھل کے پودے ایچ
ایچ جی اینڈ کو سہارنپور سے ملتے ہیں۔ فہرست
منگا کر نام اور قیمت معلوم کیجئے۔ ایچ ایچ جیسی جی
اینڈ کو۔ سہارنپور۔

اشتہار

تخم ترکاری پھول اور پھل پھول کے پودے مطلوب
ہوں تو مسٹر این ہیچیسن سپرنٹنڈنٹ امپیریل فروٹ
گارڈن آفس سہارنپور سے طلب کرسکتے ہیں۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۳۶ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم
کیلئے موصوفہ سنہ سے امریکن پرسبٹیرین مشن لودیانہ نے ابتدائی تعلیم اور تکمیل بنانیکی
غرض سے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۷ء سے حسب فرمایش پریذیڈنٹ کی تین جماعتیں ایک
امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کردی ہیں۔ اس سے چھوٹے
بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ خرچ خوراک ابتدائی
طالبعلم فی کس جماعت اعلےٰ فی طالبعلم ۲ روپیہ سرکاری شرح متفرقات
قیمت کتب سٹیشنری علاوہ حصہ والی کے طالبعلم برائے حصول تعلیم
مفت سکول میں حاضر ہوتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی
الماری وغیرہ وغیرہ مناسب قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں چھپ سکتے
کرو کو فل کیرم وغیرہ بھی تیار ہوسکتے ہیں کرو کو فل فی سیٹ
۔۔۔ مکمل مزید حالات بذریعہ خط
پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور
دنیوی تعلیم کیلئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے
باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اسکے
متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ
کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے خوشوضع
حوض۔ عبادت کیلئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں
اور کافی کمرے ہیں۔ مزید براں سکول کے ماسٹر
صاحبان لائق اور تعلیمیافتہ ہیں۔ سکول ہذا میں
چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے
لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طالبا
پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر
پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور۔

باغ دل

ایڈیٹر مسنر محمد اسمٰعیل صاحب

چندہ سالانہ عہ مع محصول زیادہ کاپیاں ایکسی پتہ پر بھیجی جاویں تو عہ ہوگا۔ فی
کاپی ہر السنت تھی۔ ای۔ ایم۔ ویری ٹی ڈی منیجر لودیانہ

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں تمام فروخت ہوتی ہیں۔ جو اردو
پنجابی زبانوں میں امریکن ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور
کرسچن لٹریچر سوسائٹی کی طرف سے شایع ہوتی ہے فہرست کتب کیلئے
درخواست بحضور منیجر پادری ای ایم ویری صاحب لودیانہ پنجاب

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور اردو
الہ آباد سے شایع ہوتا ہے اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں ۔۔۔
کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شایع ہوتے ہیں چندہ
سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱۲ ر سے لیکر عہ روپیہ تک۔ نمونہ ایڈیٹر
مخزن مسیحی فتحپور ہسوا یوپی سے طلب کرسکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عہ
ہندوستان و پنجاب سے معہ " " ۳
غیر ممالک سے " " " ۱۳ ر
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاوے گی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا آٹھواں حصہ	۸	۳	۵
چوتھائی کالم	۳	۵	۱۰
نصف کالم	۵	۱۰	۲۰
پورا کالم	۱۰	۲۰	۴۰
پورا صفحہ	۲۰	۴۰	۸۰

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۱ ر ایک روپیہ سے کم
کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کیلئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام دالی برادرز چھپا۔